نمبر ۱۲۴ | مورخہ ۲۵ اپریل ۱۹۳۱ء | یوم شنبہ | مطابق ۷ ذوالحجہ ۱۳۴۹ ہجری | جلد ۱۸

مدینۃ المسیح

منصوری سے آمدہ اطلاعات مظہر ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اللہ تعالےٰ کے فضل و رحم سے بخیر و عافیت ہیں۔ عید سے قبل انشاء اللہ حضور تشریف لے آئیں گے۔

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کا صاحبزادہ اظہر احمد تا حال علیل ہے۔ بخار ایک سو چار درجہ تک بڑھتا ہے احباب دعائے صحت کریں۔

نہایت خوشی اور مسرت سے یہ خبر شائع کی جاتی ہے۔ کہ حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے ہاں ۲۲ اپریل لڑکا تولد ہوا۔ احباب دعا فرمائیں۔ کہ اللہ تعالےٰ مولود کو لمبی عمر عطا کرے۔ اور خادم دین بنائے۔

جناب سید ولی اللہ شاہ صاحب ناظر دعوت و تبلیغ ۲۲ اپریل ایک ضروری کام کے لئے لاہور تشریف لے گئے۔

۲۳ اپریل۔ مقامی انصار اللہ کا تیسرا تبلیغی وفد جو ۱۶ افراد پر مشتمل ہے

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام

جماعت کو نصیحت

"میں دو ہی مسئلے لے کر آیا ہوں۔ اول خدا کی توحید اختیار کرو۔ دوسرے آپس میں محبت اور ہمدردی ظاہر کرو۔ وہ نمونہ دکھاؤ۔ کہ غیروں کے لئے کرامت ہو۔ یہی دلیل تھی۔ جو صحابہ میں پیدا ہوئی تھی۔ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم۔ یاد رکھو تالیف ایک اعجاز ہے۔ یاد رکھو۔ جب تک تم میں ہر ایک ایسا نہ ہو۔ کہ جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ وہی اپنے بھائی کے لئے پسند کرے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ وہ مصیبت اور بلا میں ہے۔ اس کا انجام اچھا نہیں۔ میں ایک کتاب بنانے والا ہوں اس میں ایسے تمام لوگ الگ کر دیئے جائیں گے۔ جو اپنے جذبات پر قابو نہیں پا سکتے۔"

"میں کسی کے سبب سے اپنے اوپر اعتراض لینا نہیں چاہتا۔ ایسا شخص جو میری جماعت میں ہو کر میرے منشاء کے موافق نہ ہو۔ وہ خشک ٹہنی ہے۔ اس کو اگر باغبان کاٹے نہیں۔ تو کیا کرے۔ خشک ٹہنی دوسری سبز شاخ کے ساتھ رہ کر پانی تو چوستی ہے۔ مگر وہ اس کو سرسبز نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ شاخ دوسری کو بھی لے بیٹھتی ہے۔ پس ڈرو۔ میرے ساتھ وہ نہ رہے گا۔ جو اپنا علاج نہ کرے گا۔"

(الحکم ۱۷ اپریل ۱۹۰۱ء)

اسلامی ممالک کی خبریں اور اہم کوائف

ایران اور افغانستان کے درمیان ہوائی ڈاک

معلوم ہوا ہے۔ ایک جرمن کمپنی نے ایران اور افغانستان کے درمیان ہوائی سروس قائم کرنے کا اجارہ لیا ہے ؁

سواحل لبنان پر ریلوے لائن

فلسطین کی سرحد پر ناقورہ سے بیروت اور طرابلس تک ریلوے لائن بنانے کی تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک کمیٹی بنائی گئی ہے۔ جو اس کے مصارف وغیرہ کے متعلق رپورٹ کریگی ؁

افغانستان کا مشہور باغی

کابل سے آمدہ ایک اطلاع مظہر ہے کہ افغانستان کے مشہور باغی ابراہیم بیگ کو مزار شریف میں سرکاری افواج نے ہلاک کر دیا ہے۔ اور اس کے ساتھی گرفتار کر لئے گئے ہیں

جرمنی میں سفیر افغانستان

سردار عبد الہادی خان سفیر افغانستان متعینہ جرمنی نے استعفاء دے دیا ہے۔ اور ان کی جگہ سردار غلام صادق خان جو امان اللہ خان کے زمانہ میں وزیر داخلہ تھے۔ اس عہدہ پر فائز کئے گئے ہیں ؁

سردار عمر جان صاحب فلسطین کو

امیر عبد الرحمٰن کے بعد تختِ کابل کے حقیقی وارث ان کے فرزند سردار عمر جان تھے۔ مگر امیر حبیب اللہ زبردستی قابض ہو گیا۔ چند روز ہوئے سردار صاحب سیاحت کے لئے فلسطین کو جاتے ہوئے پشاور میں ٹھیرے فلسطین سے واپسی پر آپ کشمیر جائیں گے ؁

حجاز اور عراق میں معاہدہ مودت

عراق اور حجاز کے درمیان معاہدہ مودت پر دونوں حکومتوں کے نمائندوں نے ۸- اپریل کو مکہ معظمہ میں دستخط کر دیئے۔ ہر دو ممالک کے درمیان جنگی اور راہداری کے متعلق بھی ایک معاہدہ مرتب ہو رہا ہے۔ دونوں حکومتیں علمی اور ذہنی ارتقار کے لئے ایک دوسرے سے اشتراک عمل کریگی ؁

دمشق میں انگریزی مال کا مقاطعہ

اس سے قبل مصر میں برطانی مال کے مقاطعہ کی خبر دی جاچکی ہے۔ اب الاہرام کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ شام میں بھی یہ تحریک جاری ہو گئی ہے۔ چنانچہ دمشق کے طلباء نے انگریزی اشیاء کی جگہ دیسی اشیاء کے ساتھ ایک جلوس بھی نکالا ؁

فلسطین میں برطانیہ کی سیاست

معلوم ہوا ہے۔ حکومت فلسطین نے تمام اضلاع کے حکام کے پاس قرطاس ابیض اور اسکی جدید تشریح بدیں غرض ارسال کی ہے۔ کہ نظام حکومت میں اس سے راہ نمائی حاصل کی جائے ؁

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور مکتوب

جریدہ "النداء" نے اس تاریخی مکتوب کا فوٹو شائع کرنے کا اعلان کیا ہے۔ جو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے قبطیون کے بادشاہ مقوقس کے نام ارسال کیا تھا۔ یہ مکتوب اس وقت قسطنطنیہ میں موجود ہے۔ کہا جاتا ہے۔ ایک فرانسیسی عالم نے ایک راہب سے ایک کتاب خریدی۔ اور اس میں سے یہ مکتوب ملا۔ جو اس نے پھر سلطان عبد المجید کی خدمت میں پیش کر دیا تھا ؁

فلسطین میں برطانی افسروں کی آمد

معاصر الاہرام لکھتا ہے۔ کہ جنرل ڈربی کی سرکردگی میں ۳۸ برطانوی افسر فلسطین آئے ہیں۔ جن کے ساتھ بہت سے نقشے وغیرہ بھی ہیں۔ عام خیال ہے۔ کہ ان کی آمد عقبہ کو فلسطین کے ساتھ ملا دینے کی سکیم کے ساتھ گہرا تعلق رکھتی ہے ؁

حجاز سے سونے کی برآمد

حدود حجاز میں سونے کی ایک کان دریافت ہوئی ہے۔ حکومت نے ایک اعلان کے ذریعہ اس سے سونا برآمد کرنے کی سخت ممانعت کر دی ہے ؁

ایران میں کنواروں پر ٹیکس

حکومت ایران نے مشاہیر علماء کی ایک مجلس مرتب کر رکھی ہے۔ جس کا کام یہ ہے۔ کہ پارلیمنٹ میں پیش ہونے والے قوانین کے مسودات پر پوری طرح ہر پہلو سے غور کرے۔ وزارت داخلیہ نے اس مجلس کے پاس کنواروں پر ٹیکس عائد کرنے کے بل کا مسودہ بھیجا ہے ؁

ٹیونس کے ایک مقدمہ کا افسوسناک فیصلہ

ایک مسلم عورت حاجیہ فاطمہ پر ایک گورے سپاہی پر فائر کرنے کے الزام میں مقدمہ چل رہا تھا۔ ملزمہ نے بیان کیا۔ کہ یہ سپاہی میرے مکان پر آکر زبردستی میری عصمت دری کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے خود حفاظتی کے طور پر میں نے فائر کر کے اسے معمولی طور پر زخمی کر دیا۔ مگر عدالت نے اسے دس سال قید بامشقت کی سزا دے دی افسوس کہ خاتون موصوف کو انعام دینے کی بجائے سزا دی گئی

مکہ کی فلم

شاہ حجاز نے حکم دیا ہے۔ کہ ایک ایسی فلم تیار کی جائے جس میں حجاز کے مشہور مقاماتِ مقدسہ کے علاوہ ان انتظامات کو بھی دکھایا جائے۔ جو حکومت حجاز نے حاجیوں کے آرام و آسائش کے لئے کئے ہیں۔ حکومت کی ترقیات شیوخ قبائل کی کانفرنس اور عربی شیوخ کی طرزِ معاشرت کو بھی اس میں دکھایا جائے گا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے۔ کہ چونکہ حاجیوں کی تعداد میں کمی ہو گئی ہے۔ اس لئے پروپیگنڈا کی غرض سے ایسی فلم تیار کرائی جا رہی ہے ؁

فارس اور ترکی کے درمیان جدید راستہ

جمہوریہ ترکیہ نے ایک تجویز پاس کی ہے۔ کہ طرابزون اور ارض روم کے درمیان ایک سڑک تعمیر کی جائے۔ گویا یہ راستہ ایران تک جائے گا جس کی کل مسافت ۸۰۰ کیلو میٹر ہوگی۔ اس راستہ سے ترکی اور ایران میں موٹر کاریں بآسانی آنے جانے لگیں گی۔ اور تجارتی سامان بھی آسانی سے منتقل کیا جا سکے گا۔ ایک راستہ کی تعمیر حکومت ترکی نے شروع بھی کر دی ہے۔ جو ارض روم اور صاری قامش کے درمیان ہوگا ؁

ترکی پیداوار

محکمہ جنگی کے اعداد و شمار مظہر ہیں۔ کہ ۱۹۳۰ء میں صرف سمرنا کی بندرگاہ سے ۱۳۶۴۸۱۸۸- کیلو خشک انجیر ۹۹۸۵۵۶ کیلو کھجور- ۱۴۳۲۸۹- کیلو بنولے- ۶۷۵۴۲۱۱ کیلو روئی- ۴۳۸۵۲۱۷۱- کیلو جو- ۸۹۸۶۲۴- کیلو چاول- ۵۹۱۵۳۳- کیلو چمڑا- اور ۱۹۶۶۶۴- کیلو افیون- غیر ممالک کو بھیجی گئی ہے اس کے علاوہ ۲۵- ہزار ٹن گیہوں بھی جو ملکی ضروریات سے بچ گیا تھا- بیرونی منڈیوں میں بھیجا گیا ہے ؁

اتحاد اہل عرب اور امام یمن

امام یحییٰ والئے یمن نے فرمانروائے عراق کو ایک تار ارسال کیا ہے۔ جس میں لکھا ہے۔ کہ وہ عنقریب ایک وفد عراق بھیجنے والے ہیں۔ جو باہمی معاہدہ مودت پر غور کرے گا۔ اور اتحاد اہلِ عرب کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کرے گا ؁

ایران سے ہوائی جہازوں کا راستہ

جس معاہدہ کی رُو سے اس وقت ہوائی جہاز خلیج فارس کے ایرانی علاقہ سے گزرتے ہیں۔ اس کی میعاد ۳۱- مارچ ۱۹۳۱ء کو ختم ہو چکی ہے۔ اور اس کی توسیع کے لئے برطانیہ اور ایران میں جو گفت و شنید ہو رہی ہے۔ اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہیں نکلا۔ معلوم ہوا ہے۔ دونوں حکومتوں میں اور بھی کئی متنازعہ مسائل ہیں۔ اور جب تک ان کا تصفیہ نہ ہو۔ تجدید معاہدہ کا امکان بہت کم ہے۔ ایران جو راستہ تجویز کرتا ہے۔ وہ سخت دشوار گزار ہے ؁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۱۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۵ اپریل سنہ ۱۹۳۱ء | جلد ۱۸

ہندوؤں کی جنگی طیاریاں

مُسلمان اپنی حفاظت کا انتظام کریں

برادران وطن سیاسی غلبہ اور تفوق حاصل کرنیکی جد و جہد کے ساتھ ساتھ اپنی قومی تنظیم جسمانی تربیت اور جنگی تربیت سے بھی غافل نہیں۔ وہ اگر ایک طرف یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ "پورن سوراجیہ" اور مکمل آزادی حاصل کریں۔ اور اس کے لئے ہر رنگ میں سرگرم عمل ہیں۔ تو دوسری طرف ملک میں حکومت کرنے۔ ملک کی دوسری قوموں پر غلبہ و تصرف حاصل کرنے۔ چونکہ ان کے گلے میں ہمیشہ کے لئے اپنی غلامی کا طوق ڈالے رکھنے کے لئے بھی پوری طرح تیار ہو رہے ہیں۔ اور خود گاندھی جی اعلان کر چکے ہیں۔ کہ اگر فرقہ وارانہ اختلافات کا تصفیہ نہ ہُوا۔ تو بھی وُہ اپنی جنگ جاری رکھیں گے۔ لیکن اس وقت اس کا رُخ دوسری طرف ہوگا۔ یعنی ان لوگوں کی طرف ہوگا۔ جنہیں وُہ اپنے رستہ کا روڑا سمجھیں گے۔ اور ظاہر ہے۔ اس سے مراد مسلمانوں کے سوا اور کون ہو سکتا ہے گاندھی جی نے اگلی جنگ کو "نہایت مہیب" قرار دیتے ہُوئے اپنے پیرؤوں سے یہاں تک کہدیا ہے۔ کہ

"ہم میں سے ہر ایک کو مرنے کے لئے کافی طاقت حاصل کرنی چاہیئے۔ شائد اگلی بار ہمیں صرف ایک تانبے کے پیسے کے رہ جانے پر بھی لڑائی جاری رکھنی پڑے۔ لیکن ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ ہمیں کس طرح لڑنا ہے"۔

مسلمانوں کو خطرہ

کافی طاقت حاصل کرنے اور لڑنے کے طریق معلوم کرنے والے اپنی اس طاقت اور لڑائی کی مہارت کو صرف انگریزوں کے مقابلہ میں ہی صرف نہیں کریں گے۔ بلکہ جسے بھی اپنے راستہ میں حائل سمجھیں گے۔ اسی کے خلاف استعمال کریں گے۔ اور جب فقط تانبہ کے ایک پیسہ کے رہ جانے کے لئے وہ جنگ جاری رکھنے کی دھمکی دے سکتے ہیں۔ تو ظاہر ہے۔ مسلمان جو ملک کے انتظام میں موثر دخل حاصل کرنے کے دعویدار ہیں۔ اور جو اپنا پُورا حصہ حاصل کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ وُہ تو کسی صورت میں بھی اس دھمکی کی زد سے باہر نہیں رہ سکتے۔ جو قوم تانبے کا ایک پیسہ چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتی۔ اس سے یہ کیونکر توقع کی جا سکتی ہے۔ کہ وُہ مُسلمانوں کو ایسے حقوق دینے کے لئے تیار ہو جائے گی۔ جن کے وُہ ازروئے انصاف اور ازروئے آبادی مستحق ہیں۔ اور اگر مسلمانوں نے اس کے آگے ہتھیار نہ ڈال دیئے۔ اور اس کی خواہشات کو بلا چون وچرا تسلیم کر لیا۔ تو ممکن نہیں۔ کہ انہیں مہیب لڑائی کا سامنا نہ ہو۔ اور وُہ لوگ جو یہ سیکھ رہے ہیں۔ کہ انہیں کس طرح لڑنا چاہیئے۔ ان سے خطرناک مقابلہ پیش نہ آئے۔

کانگرس اور جنگی تیاریاں

ایک عرصہ سے ہندو اس قسم کی تیاریاں ہندو مہاسبھا کے زیر اہتمام کرتے چلے آ رہے ہیں۔ اور وہی بڑے بڑے ہندو لیڈر جو کانگرس کے روُح رواں سمجھے جاتے۔ اور جو کانگرس کے پلیٹ فارم پر عدم تشدد پر زور دیتے ہیں۔ ہندو مہاسبھا میں تشدد کے لئے پورا انتظام کر رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مردوں کے علاوہ عورتوں کو بھی نشانہ بازی اور تلوار زنی سکھا رہے ہیں۔ لیکن اب تو خود کانگرس نے براہ راست یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ اور بعض مقامات پر مختلف ناموں سے پلٹنیں مرتب کی جا رہی ہیں۔ چنانچہ معزز معاصر "ہمت" کا بیان ہے۔ کہ لکھنؤ میں بھی ایک فوج مرتب کی جا رہی ہے۔ جو ہندوستان بھر کی کانگرسی فوج کا ایک جزو ہوگی۔ اور اسی طرح ہر مقام پر مختلف ناموں سے پلٹنیں بھرتی کی جائیں گی۔ تا کہ جب کبھی ضرورت پیش آئے ان کانگرسی پلٹنوں سے کام لیا جائے۔ اس جنگی انتظام سے ان مسلمانوں کو بھی کلیتہً علٰحدہ رکھا جا رہا ہے۔ جو کانگرس کے شیدائی کہلاتے ہیں اس طرح یہ سارا انتظام خالص ہندوانہ ہے۔ جس سے اس خطرہ کو مزید تقویت پہونچتی ہے۔ کہ کسی وقت یہ مسلمانوں کے خلاف بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اور کوئی عجب نہیں۔ اگر مسلمانوں ہی کے خلاف استعمال کیا جائے۔ کیونکہ کمزوروں اور پراگندہ لوگوں کے مقابلہ میں کوئی عدم تشدد پر عمل پیرا نہیں ہُوا کرتا۔ عدم تشدد کا اصل محض طاقتوروں کے مقابلہ میں ہی اختیار کیا جاتا ہے۔ اس کی صحت پر یقین کرنے کے لئے کسی آئندہ زمانہ کی انتظار کرنے کی ضرورت نہیں تازہ ترین واقعات ہی اس کی تصدیق کر رہے ہیں۔ وہی کانگرسی جو حکومت کے مقابلہ میں اپنا مسلک عدم تشدد بتاتے اور اس پر کاربند رہنا ضروری سمجھتے ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں مسلمانوں کے متعلق تشدد سے کام لیکر نہ صرف فسادات کی بنیاد رکھی۔ بلکہ ان فسادات کو نہایت شرمناک حالات تک پہونچا دیا۔ اور ثابت کر دیا۔ کہ مسلمانوں پر تشدد کرنے کے لئے وُہ ہر وقت طیار ہیں۔

خطرہ کو خود دعوت دینا

یہ حالات اور واقعات دیکھتے ہوئے بھی اگر مسلمانان ہند اپنی حفاظت کے لئے تیاری نہ کریں۔ اپنی پراگندگی اور انتشار کو دُور کرنے کا انتظام نہ کریں۔ اپنے قلیل التعداد افراد کو منظم کرنے کی کوشش نہ کریں۔ تو صاف ظاہر ہے۔ کہ وُہ اپنے لئے خطرہ اور تباہی کو خود دعوت دے رہے ہیں۔ اور اس شرمناک غفلت سے کام لے رہے ہیں جس کا انجام ایک ہی ہُوا کرتا ہے۔ اور وُہ ہلاکت اور بربادی ہے۔

مسلمانوں کی غفلت شعاری

اسلام نے جہاں روحانیت کے لئے وُہ طریق بتائے ہیں۔ جن کی مثال دنیا کا کوئی مذہب پیش نہیں کر سکتا۔ وہاں اس نے ہر ایک مسلمان کے لئے یہ بھی ضروری قرار دیا ہے۔ کہ وُہ اپنی جسمانی حفاظت۔ اپنی دنیوی عزت و آبرو کے قیام۔ اور اپنے قومی وقار اور عظمت کے احترام کے لئے ہر وقت ہوشیار اور ہر دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار رہے۔ اگر مُسلمان اس پر کاربند رہتے۔ تو آج دُنیا میں ان کی یہ حالت نہ ہوتی۔ جو ہر جگہ نظر آ رہی ہے۔ بلکہ دُنیا کا نقشہ ہی اور ہوتا۔ لیکن افسوس کہ انہوں نے اس بارے میں اس قدر غفلت اور کوتاہی سے کام لیا۔ کہ خود غلبہ و اقتدار حاصل کرنا تو الگ رہا۔ ان کے آبا و اجداد نے باوجود قلیل التعداد اور بے سرو سامان ہونے کے جو کچھ حاصل کیا تھا۔ اور جس نے انہیں تمام اقوام عالم کے مقابلہ میں سر بلند بنا دیا تھا۔ اسے بھی بہُت بڑی تعداد میں ہوتے ہوئے اور بہُت کچھ سامان رکھتے ہُوئے کھو دیا۔ اور آج ان کی حالت یہاں تک پہونچ گئی ہے۔ کہ وہی لوگ جن پر ان کے بزرگوں نے صدیوں حکومت کی۔ انہیں مٹانے کے در پے ہو رہے ہیں۔

مسلمانوں کا بھُولا ہُوا سبق

اسلام نے خذوا حذرکم کا حکم دے کر ہر مُسلمان کو اس بات کا پابند کر دیا ہے۔ کہ وُہ ہر وقت اپنی حفاظت کے لئے

ضروری سامان اپنے پاس رکھے۔ اب جبکہ حالات روز بروز تشویشناک ہو رہے ہیں۔ دوسری اقوام مسلمانوں کو نہ صرف طرح طرح سے دھمکیاں دے رہی ہیں۔ بلکہ ان دھمکیوں کو عملی جامہ پہنانے کے لئے پوری طرح تیاریاں بھی کر رہی ہیں۔ تو کوئی وجہ نہیں۔ کہ مسلمان اس بھولے ہوئے سبق کو از سر نو یاد نہ کریں جسے بھلا کر وُہ سخت نقصان اٹھا چکے ہیں۔ اور جسے نظر انداز کرنے کی وجہ سے خدا تعالےٰ کے نزدیک بھی گناہ گار بن رہے ہیں۔

ملک میں قیام امن کا ذریعہ

اسلام کے اس حکم پر عمل کرکے کہ اپنی حفاظت کا سامان ہر وقت اپنے پاس رکھو مسلمان نہ صرف خود خطرات سے بچ سکتے ہیں بلکہ اپنے ملک کو بھی فتنہ و فساد کی آماجگاہ بننے سے بھی باز رکھ سکتے ہیں اور فتنہ برپا کرنے کے ناپاک ارادے رکھنے والوں کو بھی جان و مال کے نقصانات سے بچا سکتے ہیں۔ کیونکہ ایسے لوگ اسی وقت کسی قوم پر حملہ کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔ جب اسے بے سرو سامان اور اپنی حفاظت سے غافل پاتے ہیں۔ ایک ہوشیار۔ ہر قسم کے سامان سے آراستہ۔ اور نڈر قوم پر شاذ و نادر ہی کوئی حملہ کر سکتا ہے۔ اور اگر کرتا ہے۔ تو سخت منہ کی کھاتا ہے۔

پس اگر مسلمان ضروری سامان سے آراستہ اور تنظیم سے پیراستہ ہونگے۔ تو نہ صرف خود دشمنوں کی ایذا رسانیوں۔ اور تباہ کاریوں سے محفوظ رہیں گے۔ بلکہ ملک میں بھی امن قائم کرنے کا باعث بنیں گے۔ حالات نہایت نازک صورت اختیار کر رہے ہیں خطرات روز بروز بڑھ رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کی غفلت و بے سرو سامانی تمام خطرات کو دعوت دے رہی ہے۔ تمام پڑھے لکھے اور سمجھدار مسلمانوں کا فرض ہونا چاہیئے کہ نہ صرف خود ہوشیار ہوں بلکہ دُوسرے مسلمانوں کو بھی ہوشیار کریں۔ اور ہر جگہ اس قسم کا انتظام کیا جائے۔ کہ ضرورت کے وقت ہر چھوٹا بڑا مسلمان مشین کے پرزے کی طرح کام دے سکے۔

ہم اس بارے میں کسی قدر تفصیلی طور پر دُوسرے پرچہ میں اظہار خیالات کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

نام نہاد قوم پرور مُسلمانوں کا افسوسناک رویہ

مولوی ظفر علی صاحب نے بحیثیت کانگرسی یا بقول گاندھی جی نیشنلسٹ مُسلمان ہونے کے اپنی اور اپنی پارٹی کی طرف سے لکھنؤ کی نام نہاد قوم پرور مسلم کانفرنس میں یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ فی الحال دس سال کے لئے جداگانہ انتخاب منظور کر لیا جائے۔ اس کے بعد خود بخود مخلوط ہو جائے۔ اگرچہ جمہور مُسلمانان ہند کے نزدیک یہ تجویز کوئی حقیقت نہ رکھتی تھی۔ اور وُہ قطعاً یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتے۔ کہ دس سال کے بعد انہیں مخلوط انتخاب تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔ کیونکہ جن خدشات اور نقصانات کو پیش نظر رکھتے ہوئے وُہ اِس وقت جداگانہ انتخاب ضروری سمجھتے ہیں۔ وہ اگر دس سال کے عرصہ کے بعد دُور نہ ہوں۔ تو اس وقت بھی ان کے نزدیک جداگانہ انتخاب اسی طرح ضروری ہو گا۔ جس طرح اب ہے لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ لکھنؤ کانفرنس نے مولوی ظفر علی صاحب کی اس تجویز کو ردی کی ٹوکری کے حوالہ کر دیا۔ اور شدید ہنگامہ آرائی کے بعد مخلوط انتخاب کی تجویز پاس کر دی۔ اور بظاہر حالات یقین دلا دیا۔ کہ یہ لوگ مُسلمانوں کے ساتھ کسی صورت میں متحد ہونے کے لئے تیار نہیں۔ اور کانگرس کے ہاتھ میں آلہ بنے رہنا چاہتے ہیں۔ یہ بات ہر مسلمان کے لئے افسوسناک ہونی چاہیئے۔ مگر آپس کی مفاہمت کی اہمیت اور ضرورت کا احساس رکھنے والے کانگرسی مسلمانوں کو اپنی کوشش جاری رکھنی چاہیئے۔

کانگرس سکھوں کی حمایت میں

وُہ ہندو جو مسلمانوں کو اس لئے آزادی ملک کے دشمن قرار دیتے ہیں۔ کہ وُہ اپنی آبادی کے لحاظ سے نیابت کا مطالبہ کرتے ہیں۔ ان کا اپنا رویہ دیکھئے۔ وُہ گیارہ فیصدی ہو کر ۳۰ فیصدی نیابت کا مطالبہ کرنے والے سکھوں کی کس زور شور سے حمایت کر رہے اور ان کی پیٹھ ٹھونک رہے ہیں۔

پنڈت مالویہ نے سکھ لیگ میں تقریر کرتے ہوئے سکھوں کو مخاطب کرکے کہا:۔

”آپ کانگرس میں آئیں۔ تو کوئی طاقت نہیں۔ جو آپ کی مرضی کے خلاف ملک میں کوئی آئین بنا سکے۔ اس لئے آپ بے خوف ہو جائیں“ (پرتاپ ۱۰-اپریل)

سکھوں کو یہ تسلی اور اطمینان محض اس لئے دیا جا رہا۔ اور سارے کانگرس کو ان کا حامی اور مددگار بتایا جا رہا ہے۔ کہ ان سے مسلمانوں کے خلاف کام لیا جائے۔ چنانچہ سکھ اپنے نہایت ہی غیر معقول مطالبات میں روز بروز جو شدت اختیار کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ محض یہی ہے۔ کہ کانگرس انہیں سہارا دیئے ہوئے ہے۔ کانگرسی مسلمان اگر اس بات پر غور کریں۔ تو اسی سے ان پر کانگرس کی حقیقت اور مسلمانوں کے متعلق اس کا تباہ کُن رویہ ظاہر ہو سکتا ہے۔

گاندھی جی کے نیشنلسٹ مُسلمان

ہم یہ تو نہیں کہتے۔ کہ وُہ مسلمان جو کانگرس کی حمایت کر رہے ہیں۔ وُہ سارے کے سارے ایسے ہیں۔ جو ہر حالت میں کانگرس کا ساتھ دینے اور اس کے ہر فیصلہ کو خواہ وُہ مسلمانوں کے لئے کتنا ہی نقصان رسان ہو۔ ماننے کیلئے تیار ہو سکتے ہیں۔ ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو نیک نیتی سے کانگرس کو ملک کے لئے مفید سمجھتے اور توقع رکھتے ہیں۔ کہ مسلمانوں سے کوئی غیر منصفانہ سلوک نہ کرے گی۔ لیکن ان کے علاوہ کانگرس نے کچھ ایسے لوگوں پر بھی قبضہ جما رکھا ہے۔ جو اس کے ہاتھ میں محض کٹھ پتلی ہیں۔ انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ مسلمانوں کو نقصان پہونچ رہا ہے۔ انہیں اس سے غرض نہیں۔ کہ اسلام کی تحقیر و تذلیل ہوتی ہے۔ انہیں اس سے بھی مطلب نہیں کہ مسلمان عزت کی زندگی بسر کریں۔ ان کی غرض محض یہ ہے۔ کہ جس طرح بھی ممکن ہو۔ کانگرس کو خوش کریں۔ ہندوؤں کی رضامندی حاصل کریں اور ان کے اشاروں پر دیوانہ وار رقص کرتے رہیں۔ ایسے ہی لوگوں میں سے چند ایک کے تازہ اقوال ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں:۔

ایک بہت بڑے کانگرسی نے جس نے حال ہی میں بڑے زور شور سے یہ اعلان کیا تھا۔ کہ اگر گاندھی جی جداگانہ انتخاب کے متعلق مسلمانوں کا مطالبہ منظور کر لیں تو بھی وُہ قطعاً منظور نہیں کرینگے اور گاندھی جی کو مجبور کر دیں گے۔ کہ مخلوط انتخاب کے سوا کچھ منظور نہ کریں۔ ایک جلسۂ عام میں تقریر کرتے ہوئے کہا:۔

”میں مہاتما گاندھی کا پجاری ہوں۔ اور ان کے ہاتھ بکا ہُوا ہوں“ (زمیندار ۱۷-اپریل)

ایک دوسرے کانگرسی نے جو ایک زمانہ میں مسلمانوں کی تنظیم کے لئے کھڑا ہوا تھا۔ جس نے تنظیم بذریعہ مساجد کی تحریک جاری کی تھی۔ اور جو اذان سُنتے ہی ہر مسلمان کا مسجد میں آ جانا ضروری قرار دیتا تھا۔ لیکن اب داڑھی مونچھ کا صفایا کرا کر پکا قوم پرست بن چکا ہے۔ ایک جلسہ میں کہا:۔

”یہ کانگرس کا پلیٹ فارم ہے۔ اگر کسی بھائی کو اذان سُننی ہو۔ یا مندر اور گوردواروں میں جانا ہو۔ تو چپکے سے چلا جائے۔ کانگرس کی کارروائی بند نہیں ہو گی (ویر بھارت ۱۶-اپریل)

ایک تیسرے کانگرسی نے جس کے لئے گاندھی جی کا چیلہ کہلانا دونوں جہان کے اعزاز سے بڑھکر ہے۔ کہا:۔

”ہمیں ہندوؤں کی غلامی منظور ہے۔ مگر انگریزوں کی نہیں“ (پرتاپ ۱-اپریل)

یہ ہیں۔ وُہ نیشنلسٹ مسلمان جن کے متعلق گاندھی جی کا ارشاد ہے۔ کہ جب تک مسلمانانِ ہند اپنے مطالبات ان سے منظور نہ کرائیں گے۔ اس وقت تک قابلِ اعتماد نہ سمجھے جائینگے۔ کیا ایسے لوگوں سے جو خدا کے نہیں۔ بلکہ گاندھی جی کے پجاری ہوں۔ نماز جیسے اہم فریضہ کی نسبت کانگرس کے جلسہ میں شمولیت ضروری قرار دیں۔ اور ہندوؤں کی غلامی اپنے لئے باعثِ فخر سمجھیں۔ توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وُہ مسلمانوں کے ساتھ متحد ہو سکیں گے۔ قطعاً نہیں۔ مگر شکر ہے۔ ایسے چند ہی لوگ ہیں انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے۔ اور ان اصحاب سے مفاہمت کرنے کی کوشش کی جائے۔ جو نیک نیتی سے اختلاف رکھتے۔ اور قومی فوائد کو ہر مصلحت پر ترجیح دیتے ہیں۔

دو اعتراضوں کے جواب

منشی حبیب اللہ صاحب کلرک نہر امرتسر اپنی عادت سے مجبور ہو کر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف آئے دن زہر اگلتے رہتے ہیں۔ اور اعتراضات کی صورت میں کئی باتیں پیش کرتے رہتے ہیں۔ جن کا جواب بار ہا دیا جا چکا ہے۔ باوجود اس کے کہ وہ مسکت جوابات ہر ایک ذی علم و ذی فہم اور شریف الطبع انسان کے لئے کافی و وافی ہیں۔ لیکن منشی صاحب انہی اعتراضات کو جوابات حاصل کرنے کے بعد بھی پیش کرتے رہتے ہیں۔ جن سے ان کی غرض محض حق کی مخالفت اور خیانت کی راہ سے خلق خدا کو مغالطہ میں ڈالنا ہے۔ تھوڑے ہی عرصہ کی بات ہے۔ کہ منشی صاحب نے مجھے اپنے گھر لے جا کر چند اعتراضات پیش کئے اور جوابات لئے۔ اور تسلیم کیا۔ کہ مجھے جوابات کما حقہٗ مل گئے ہیں اور میری تسلی ہو گئی ہے۔ انہوں نے یہ بھی اقرار کیا۔ کہ میں آئندہ ان اعتراضات کو کبھی کسی کے آگے اعتراض کی حیثیت میں پیش نہیں کروں گا۔ لیکن واقعات نے بتا دیا۔ کہ وہ اپنے عہد پر قائم نہیں رہے۔ اور اپنی فطرت کے اقتضاء اور اپنی عادت قدیمہ کے مطابق انہی اعتراضات کو دہراتے رہتے ہیں۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ دو اعتراضوں پر وہ بہت زور دیتے ہیں۔ اور ان کے متعلق ان کا دعویٰ ہے۔ کہ ان کا جواب نہیں ہو سکتا۔ ذیل میں ان کے پیش کردہ اعتراضات معہ جوابات درج کرتا ہوں۔

اعتراض اول یہ ہے۔ کہ جناب مرزا صاحب نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں لکھا ہے۔ کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو اپنے ہاتھوں کو ناپا۔ اس کے متعلق اعتراض یہ ہے۔ کہ روبرو کا لفظ ثابت نہیں ہوتا۔ یہ مرزا صاحب کی غلط بیانی ہے۔

اس کے متعلق جواباً عرض کیا جاتا ہے۔ کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کوئی غلط بیانی نہیں کی۔ جو کچھ آپ نے فرمایا۔ سچ فرمایا۔ اور روایت کے مفہوم کو بیان کرتے ہوئے دیانت اور تقویٰ کے مطابق فرمایا۔ جس حدیث کی بناء پر آپ نے یہ فرمایا۔ صحیح مسلم کی روایت ہے جس میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات کے الفاظ یہ ہیں۔ اَیُّنَا اَسْرَعُ بِکَ لُحُوْقًا۔ کہ ہم میں سے کونسی بیوی بہت جلد آپ سے ملنے والی ہوگی۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ الفاظ فرمائے۔ اَسْرَعُکُنَّ لُحُوْقًا بِیْ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا۔ یعنی بہت جلد تم میں سے مجھے ملنے والی بہت لمبے ہاتھ والی ہوگی۔

ان الفاظ سے یہ امر واضح ہوتا ہے۔ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات نے یہ سوال پیش کیا۔ اور انہیں اس کا جواب دیا گیا۔ تو وہ بقرینہ صیغہ مخاطب سامنے موجود تھیں۔ جیسا کہ الفاظ کا ظاہری مفہوم اس پر دلالت کرتا ہے۔ پس اس صورت میں مخاطب کا صیغہ روبرو کے مفہوم اور حیثیت کو مستلزم ہے۔ اگر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روبرو کا لفظ استعمال فرمایا۔ تو اس میں کونسی خلاف بات ثابت ہوئی۔ ازواج مطہرات کا اپنے ہاتھوں کو ناپنا دو وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے روبرو ہی ثابت ہوتا ہے۔ اول اس لئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات آپ کی بیویاں تھیں۔ اور آپ کے پاس موجود رہتی تھیں۔ دوسرے اس ارشاد میں بیویوں کو صیغہ جمع مخاطب کے ساتھ خطاب کیا گیا ہے۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ انہوں نے ارشاد سننے کے بعد ہاتھ ناپنے کے لئے کوئی اور وقت مقرر نہیں کیا۔ اور اگر کر لیں بھی۔ تو بوجہ تعلقات زوجیت کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور ہاتھوں کو ناپنا اور آپ کے روبرو یہ کام کرنا روبرو والی صورت اور مفہوم کے خلاف معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ روبرو والی صورت کے لئے صیغہ مخاطب اور تعلقات زوجیت زیادہ مؤید ثابت ہوتا ہے۔ کیا منشی صاحب کے پاس کوئی روایت یا کسی روایت کے الفاظ ایسے ہیں۔ جن سے روبرو کے مفہوم کے خلاف کوئی بات ثابت ہوتی ہو۔ اگر ہے تو وہ پیش کریں۔ اور اگر استدلال اور استنباط یا عقل اور ادراک کے طریق پر قرائن اور دلائل سے روبرو کا مفہوم ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ تو پھر کوئی شخص یہ بھی کہہ سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جن الفاظ میں ازواج مطہرات کو مخاطب فرمایا ہے ان میں لُحُوْقًا کے لفظ کے معنے یہ کرنا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد لمبے ہاتھ والی بیوی فوت ہو گی یہ مفہوم غلط ہے۔ اس لئے کہ ان الفاظ میں موت کا لفظ نہیں پایا جاتا۔ اور نہ ہی ازواج مطہرات کے الفاظ میں موت یا وفات کا لفظ موجود ہے۔ باقی لحوق جس کے معنے ملنے اور ملاقات کے بھی ہیں۔ اس سے دنیا کی زندگی میں ہی کسی موقع کی ملاقات اس طور پر مراد ہو گی۔ لیکن اگر محدثین اور شارحین حدیث اپنی عقل خداداد اور فہم رسا سے اس حدیث کے لفظ لحوق کا مطلب اور مفہوم بعد الموت کی ملاقات سمجھتے ہیں۔ حالانکہ موت کا لفظ موجود نہیں۔ تو جس طریق استدلال اور قاعدہ استنباط کی رو سے انہوں نے لحوق سے ملاقات بعد از وفات مراد سمجھی۔ اسی سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زیادہ واضح اور صاف قرینہ کی بناء پر روبرو کا مفہوم سمجھ کر پیش کیا۔ کیونکہ حدیث مذکور میں مخاطب کا صیغہ موجود ہے۔ اور تعلقات زوجیت جو نہایت ہی قرب پر دلالت کرتے ہیں۔ اور عام طور پر روزانہ کی ملاقات کو مستلزم ہیں۔ ان کے ہوتے ہوئے روبرو کا مفہوم لے کر بیان کرنا بالکل درست اور متحقق بشان حقیقت ہے۔ اس پر اعتراض کیسا؟

دوسرا اعتراض یہ کیا گیا ہے۔ کہ مرزا صاحب کو خدا کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ "کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ" یعنی اے خدا تیرے کرموں اور بخششوں نے ہمیں گستاخ کر دیا۔ لیکن موجودہ امام جماعت احمدیہ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں جو الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ بیان کیا۔ کہ وہ نادان ہے۔ جو کہتا ہے خدا کے کرموں اور بخششوں نے ہمیں گستاخ کر دیا ہے۔ اگر خدا کا وہ الہام جو مرزا صاحب نے پیش کیا۔ سچا ہے۔ تو پھر یہ خدا پر حملہ ہے۔ اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ قرآن میں جس قدر واقعات بیان کئے گئے ہیں۔ ان کی دو حیثیتیں ہیں۔ اس حیثیت سے کہ خدا تعالےٰ نے ان واقعات کو اپنی وحی کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو الہام کیا۔ وہ خدا کا کلام ہیں۔ اور دوسری حیثیت سے کہ ان واقعات میں جن کے اقوال نقل کئے گئے۔ صاحب واقعہ کے متعلق منسوب ہیں۔ جیسا کہ اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کا فقرہ ابلیس کا قول نقل کیا گیا ہے۔ اور اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی فرعون کا قول نقل کیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی شخص یہ کہے۔ کہ جو شخص اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ یا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کہتا ہے۔ وہ شیطان اور فرعون ہے۔ تو کیا منشی حبیب اللہ کی طرح کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ اس نے خدا تعالےٰ کے الہامات کے خلاف کہا۔ جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئے۔ اور قرآن کریم میں موجود ہیں۔ جو جواب منشی حبیب اللہ صاحب اس کے متعلق پیش کر سکتے ہیں۔ وہی ہماری طرف سے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے متعلق سمجھ لیں۔

(خاکسار:۔ ابو البرکات غلام رسول راجیکی)

احمدیہ ڈائرکٹری کے متعلق اعلان

مجلس مشاورت ۱۹۳۱ء میں یہ تجویز پاس ہوئی ہے کہ تمام احمدی تاجروں، صناعوں اور دیگر آزاد پیشہ لوگوں کی باہمی تعاون کیلئے ایک ڈائرکٹری مرتب کی جائے۔ اس ڈائرکٹری میں تمام ایسے لوگوں کو بلا لحاظ مالی حیثیت کے جمع کیا جائے۔ اس لئے تمام احمدی جماعتوں کے سکرٹری صاحبان سے التماس ہے۔ کہ وہ بہت جلدی اپنے اپنے علاقہ کے تمام احمدی تجار، صناع، وکلاء، ڈاکٹر، انجینئر وغیرہ لوگوں کے نام جو کسی رنگ میں بھی بیکار لوگوں کو مفید مشورہ دے سکیں۔ مکمل پتہ خوشخط لکھ کر دفتر ہذا میں ارسال کر دیں۔ تاکہ جلد سے جلد اس کتاب کو شائع کیا جا سکے۔ نیز اگر کوئی صاحب اس کتاب میں اپنا اشتہار دینا چاہیں تو وہ اس بارہ میں فوراً [illegible] سے خط و کتابت کریں۔ (ناظر امور عامہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اوّل المؤمنین تھے

تھوڑا عرصہ ہوا سلسلہ احمدیہ کے خلاف بنگال سے ایک نہایت اشتعال انگیز کتاب "الکلام الفصیح" کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ جس میں انسانیت اور شرافت کو بالائے طاق رکھ کر نہایت کمینے اور جھوٹے اتہامات لگائے گئے ہیں۔ ایسی تمام باتوں کے متعلق تو ہم لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنا کافی سمجھتے ہیں۔ البتہ بعض اعتراضات کے جواب دیئے جاتے ہیں۔

معترض لکھتا ہے۔

"الہامات میں جناب مرزا غلام احمد صاحب کے والد و دادا کے مومن ہونے کا کہیں ثبوت نہیں پایا جاتا۔ لہذا معلوم نہیں وہ کیا تھے۔ جبکہ مرزا صاحب اول المؤمنین تھے۔ تو کیا ان کے قبل اور کوئی مومن نہ تھا؟" صفحہ

یہ الفاظ ایک ایسے ہی شخص کے منہ سے نکل سکتے ہیں۔ جو تمام انبیاء کی شان اور حقیقت سے ناواقف ہو۔ ہر نبی اپنے زمانہ میں اول المؤمنین ہوتا ہے۔ پھر کیا جو اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کیا گیا ہے۔ وہی تمام انبیاء پر وارد نہیں ہوتا۔ معترض کو چاہیئے کہ پہلے گزشتہ انبیاء کے الہامات سے یہ ثابت کرے۔ کہ ان کے باپ دادا کیا تھے۔ اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یہ سوال اٹھائے۔ معترض کو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے اول المؤمنین ہونے سے تو انکار نہ ہوگا۔ پھر کیا وہ قرآن کریم کی کوئی آیت پیش کر سکتا ہے۔ جس میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ دادا کے متعلق بتایا گیا ہو۔ کہ وہ کیا تھے۔ اگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے باپ دادا کے متعلق یہ بتانے کی ضرورت نہ تھی۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں آپ کے باپ دادا کا ذکر کرنے کی بھی حاجت نہ تھی۔ اور نہ اس کا آپ کی صداقت سے کوئی تعلق ہے۔ یہ محض معترض کی کوڑ مغزی کا نتیجہ ہے۔

دوسرا اعتراض حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام قل انی امرت وانا اول المؤمنین پر یہ کیا گیا ہے۔ کہ "جب مرزا صاحب اول المؤمنین بنے۔ تو کیا ان کے قبل اور کوئی مومن نہ تھا؟"

معلوم ہوتا ہے۔ معترض نے کبھی قرآن کھول کر نہیں دیکھا۔ قرآن میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلما افاق قال سبحانک تبت الیک وانا اول المؤمنین (اعراف) جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر ربانی تجلی کی تاب نہ لا کر بیہوش ہو گئے۔ اور دیر کے بعد انہیں ہوش آئی۔ تو کہنے لگے۔ الٰہی میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں۔ اور میں اول المؤمنین ہوں۔ اب کیا یہ کہا جا سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اور کوئی مومن نہیں تھا۔ یقیناً حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے بہت سے صلحاء و اولیاء بلکہ خدا کے انبیاء گذر چکے تھے۔ بلکہ خود ان کے زمانہ میں ان کے بھائی حضرت ہارون نبی موجود تھے۔ جو جواب ایسے موقعوں پر ایک غیر مسلم کو دیا جا سکتا ہے۔ وہی جواب ہماری طرف سے معترض صاحب سمجھ لیں۔ لیکن انہیں اس سے کیا۔ کہ ان کے مقرر کردہ اصل کے ماتحت گزشتہ انبیاء پر اعتراض آتے ہیں۔ انہیں تو صرف حضرت مرزا صاحب پر اعتراض کرنا ہے۔ خواہ اس کی زد میں پہلے انبیاء بھی آ جائیں۔

دراصل کسی نبی کے اپنے آپ کو اول المؤمنین کہنے پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ ہر نبی جب اصلاح خلق کے لئے مبعوث ہوتا ہے۔ اور اس پر وحی الٰہی کا نزول ہوتا ہے۔ تو سب سے پہلے وہی اس پر ایمان لاتا ہے۔ اور باقی ماننے والوں کی ثانوی حیثیت ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ "امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون (البقرہ)" یعنی ہمارا رسول اس وحی پر ایمان لایا جو اس پر نازل ہوئی۔ اور مومنین بھی ایمان لائے۔ پس انبیاء چونکہ اس وحی پر سب سے پہلے ایمان لاتے ہیں۔ جو خدا کی طرف سے ان پر نازل ہوتی ہے۔ اس لئے اس حیثیت سے وہ اول المؤمنین ہوتے ہیں۔ اسی وجہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ الہام ہوا قل انی امرت وانا اول المؤمنین۔ یعنی تو کہہ دے۔ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں دنیا کو مومن بنانے کی کوشش کروں۔ اور سب سے پہلے میں ایمان لایا۔ پس اول المؤمنین صرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہی نہیں۔ بلکہ ہر نبی اول المؤمنین ہوتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اپنے آپ کو اول المؤمنین قرار دینے پر اعتراض کرنا قرآن کریم کے علم اور انبیاء کرام کی شان سے ناواقف ہونے کا ثبوت ہے۔ ایک مخالف کو یہ تو حق حاصل ہے کہ وہ اس بات پر گفتگو کرے۔ کہ حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ کے نبی تھے۔ یا نہیں۔ لیکن اس پہلو کو چھوڑ کر اور یہ تسلیم کرتے ہوئے۔ کہ آپ نے دعویٰ نبوت کیا۔ ایسی باتوں پر اعتراض کرنا جو انبیاء کی شان کے عین مطابق ہیں۔ آپ کو ہی نہیں بلکہ گزشتہ انبیاء کو بھی ہدف اعتراضات بنانا ہے۔ مگر افسوس کہ سلسلہ احمدیہ کے اکثر مخالف اس کی کوئی پرواہ نہیں کرتے۔

دنیا کی مخالفت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ثبوت

ابتدائے دنیا سے ہدایت خلق کے لئے لاکھوں انبیاء ومرسلین آئے۔ مگر ہر زمانہ میں ایسے لوگ بھی پیدا ہوتے رہے۔ جنہوں نے حق و راستی سے دشمنی کرنا اپنی زندگی کا مقصد قرار دیا۔ اور پورا زور صرف کیا۔ کہ خدا کے فرستادوں کو ناکامی ہو۔ مگر ان کا محافظ اور مددگار چونکہ خدا تھا۔ اس لئے مخالفین کی کوششیں رائگاں گئیں۔ اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھا۔ کہ کس طرح خدا کا نازل کردہ کلام سعید ارواح کی زندگی کا باعث ہوا اور کس طرح ایک زبردست جذب اور کشش خدا نے ان میں پیدا کر کے عوام و خواص کے لئے انہیں مرجع بنا دیا۔ راستی کے دشمنوں نے اپنے ناپاک مقصد کی سر انجام دہی کے لئے مختلف طریق اختیار کئے۔ کہیں گالی گلوچ سے دل آزاری کی۔ کہیں مار پیٹ سے مرعوب کرنا چاہا۔ کہیں الزامات لگا کر بدنام کرنے کی کوشش کی۔ اور کہیں غلط اعتراضات کر کے یہ دکھانا چاہا کہ ان کی تعلیمات اور عقائد نادرست ہیں۔ غرض ایڑی سے چوٹی تک زور لگا کر ہمیشہ سے مخالفین یہ کوشش کرتے رہے۔ کہ جب بھی خدا کا نور دنیا کی روشنی کے لئے نازل ہو۔ وہ اس کے بجھانے کے درپے ہوں۔

جب ہمیشہ سے یہ سنت الٰہیہ چلی آتی ہے۔ تو کس طرح ممکن تھا۔ کہ جب موجودہ زمانہ میں خدا کا عظیم الشان رسول مبعوث ہوا۔ اور وہ مسیح آیا جس کی انتظار میں امت محمدیہ چشم براہ تھی۔ تو مخالفین خاموش رہتے۔ اور کوئی اعتراض نہ کرتے۔ ناممکن تھا۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مخالفت نہ ہوتی۔ جب خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز دنیا میں بھیجا تو ضروری تھا۔ کہ اس وقت کے منکرین کے بروز بھی کھڑے ہوتے۔ تا مشابہت پوری ہوتی۔ اور ہر شخص سمجھ سکتا کہ یہ سلسلہ منہاج نبوت پر قائم ہے۔ ہم دیکھتے ہیں۔ ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اگر ایک طرف ایسے سعید لوگ پیدا کئے۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہی تو دوسری طرف ایسے لوگ بھی کھڑے ہو گئے۔ جنہوں نے ہر موقع پر اعتراضات کرنا اپنی زندگی کا مقصد قرار دے لیا۔ مگر وہ خدا جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو یہ وعدہ دیا تھا۔ کہ میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔ اور فرمایا تھا "فحان ان تعان وتعرف بین الناس" یعنی وہ وقت قریب ہے۔ جب تو لوگوں میں مشہور کیا جائیگا۔ اپنے اس وعدہ کے مطابق عرش سے آپ کی مدد کے لئے اترا۔ اور وما ینبغی لک من المخزیات ذکرواہ کے ماتحت مخالفین کو خائب و خاسر کر دیا۔ اور آج جہاں سلسلہ احمدیہ کے مخالف گمنامی میں گرے ہوئے ہیں۔ احمدیت خاص شان سے جلوہ نما ہے۔ اور یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا اتنا بڑا ثبوت ہے۔ کہ جس کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

تاریخ اسلام

تاریخ کعبہ

تاریخ اسلام کے سلسلہ میں خانہ کعبہ کا ذکر نہایت ضروری ہے۔ اس لئے اس کے متعلق بعض اہم امور کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ بعض مورخین کا خیال ہے۔ کہ خانہ کعبہ کی تعمیر سب سے اول حضرت آدم علیہ السلام نے کی۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام اس کے معمار ثانی تھے۔ آپ کی تعمیر کے وقت اگرچہ سابقہ نشانات مٹ چکے تھے۔ مگر آپ نے خدا تعالیٰ سے علم حاصل کر کے انہی بنیادوں پر اسے دوبارہ تعمیر کیا۔ بہرحال یہ امر مسلم ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب دوبارہ مکہ میں آئے۔ تو بیت اللہ کی تعمیر شروع کی۔ اس وقت حضرت اسمٰعیل علیہ السلام جوان ہو چکے تھے۔ وہ بھی آپ کے ممد و معاون بنے۔ جب دیواریں کچھ اونچی ہو گئیں۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے فرمایا۔ کوئی خاص پتھر لاؤ۔ جو اس جگہ کونے میں رکھا جائے۔ اور لوگ معلوم کر سکیں کہ بیت اللہ کا طواف یہاں سے شروع ہوگا۔ یہاں جو پتھر رکھا گیا اسکو حجر اسود کہا جاتا ہے۔ جسے حاجی طواف کے وقت منہ یا ہاتھ کے اشارہ سے بوسہ دیتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ان دونوں مقدس اور خدا تعالیٰ کے برگزیدہ باپ بیٹوں نے ملکر ناتراشیدہ پتھروں کا ایک بے چھت چوکور احاطہ تیار کیا۔ جس کا طول ۳۲ ہاتھ عرض ۲۲ ہاتھ اور بلندی ۹ ہاتھ تھی۔ اور یہی خانہ کعبہ ہے۔

اپنی زندگی میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اس کے متولی رہے اور چونکہ مکہ میں سب سے پہلے قبیلہ بنی جرہم ہی آکر آباد ہوا تھا۔ اس لئے اس کے رئیس حضاض بن عمرو کی بیٹی سے حضرت اسمٰعیل کی شادی ہوئی تھی۔ جس سے ان کی اولاد ہوئی۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے بعد ان کے فرزند حضرت نابت متولی کعبہ ہوئے۔ اور ان کی وفات کے بعد تولیت ان کے نانا حضاض بن عمرو کے ہاتھ میں چلی گئی۔ بنی جرہم نے اپنے زمانہ میں بیت اللہ کو دوبارہ اسی طرح بنایا۔ کیونکہ پہلی عمارت بوسیدہ ہو چکی تھی۔ آخر ایک لمبے عرصے کے بعد قبیلہ بنی جرہم پر قبیلہ خزاعہ نے غلبہ حاصل کیا۔ اور تولیت کعبہ ان سے چھین لی۔ خیال کیا جاتا ہے۔ اسی قبیلہ کے رئیس عمرو بن لحی نے بیت اللہ میں بت لا کر رکھے۔ اور خدائے واحد کے نام پر خدا کے مقدس انبیاء کی بنائی ہوئی یادگار کو بت پرستی کا اڈا بنا دیا۔ یہ قبیلہ بھی لمبے عرصے تک متولی رہا۔ کہا جاتا ہے۔ ایک شخص حلیل خزاعی نے جو اپنے زمانہ میں خزاعہ کا رئیس اور کعبہ کا متولی تھا۔ اپنے بعد اپنی لڑکی کو جو قصی بن کلاب (قریش) سے بیاہی ہوئی تھی۔ کعبہ کا متولی بنانا چاہا۔ مگر اس نے اپنی کمزوری کا عذر کر دیا۔ اور اس کی بجائے اس کے بھائی ابوغبشان کو یہ منصب سونپ دیا گیا۔ مگر یہ شخص بے حد ناکارہ اور شرابی تھا۔ ایک دفعہ جب اس کے پاس کچھ نہ تھا۔ اس نے کعبہ کی تولیت اپنے بہنوئی قصی بن کلاب کے ہاتھ تھوڑی سی شراب کے عوض فروخت کر دی۔ یہ شخص فہر بن مالک کی اولاد یعنی قریش میں پانچویں صدی عیسوی کے نصف کے قریب گزرا ہے۔ جس نے مکہ میں آکر حلیل بن حبشہ خزاعی کی لڑکی سے شادی کر لی تھی۔ اور اس طرح تولیت پھر بنو اسمٰعیل میں آگئی۔ قریباً ہر قبیلہ اپنے اپنے وقت میں بیت اللہ کی از سرنو تعمیر کرتا رہا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل قریش نے بھی اس کی تعمیر کی۔ اس تعمیر کے دوران میں حجر اسود نصب کرنے کی فضیلت اور شرف کے حصول پر قریش میں جو خونریزی ہونیوالی تھی۔ حضور علیہ السلام کے حسن تدبر سے رک گئی۔ تعمیر کعبہ کے وقت قریش میں اس بات پر سخت اختلاف پیدا ہو گیا۔ کہ حجر اسود کو کونسا قبیلہ اس کی جگہ پر رکھے۔ ہر قبیلہ یہ عزت حاصل کرنا چاہتا تھا۔ یہ کشمکش یہاں تک پہنچ گئی۔ کہ زمانہ جاہلیت کے دستور کے مطابق ایک خون سے بھرے ہوئے پیالے میں انگلیاں ڈبو کر سب نے قسمیں کھائیں۔ کہ لڑ کر مر جائیں گے۔ مگر اس عزت کو اپنے قبیلہ سے باہر نہ جانے دیں گے۔ اس جھگڑے کی وجہ سے کئی روز تک تعمیر بند رہی۔ آخر ایک دن ایک شخص ابو امیہ بن مغیرہ نے تجویز پیش کی۔ کہ جو شخص سب سے پہلے بیت اللہ میں داخل ہوتا دکھائی دے۔ اسے حاکم تسلیم کر کے فیصلہ کرا لیا جائے۔ سب نے اس رائے سے اتفاق ظاہر کیا۔ اور جب دوسرے دن کعبۃ اللہ میں جمع ہوئے۔ تو کیا دیکھتے ہیں۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ سب نے آپکا فیصلہ ماننے پر بخوشی آمادگی ظاہر کی۔ اور آپ نے ایسا بہترین فیصلہ فرمایا۔ کہ تمام قریش آپ کے فہم و فراست کو دیکھ کر دنگ رہ گئے۔ آپ نے ایک چادر لی۔ اور اس پر حجر اسود کو رکھا۔ اور تمام قبائل قریش کے رؤسا کو اس چادر کے کونے پکڑوا دئے۔ سب نے ملکر چادر اٹھائی جب حجر اسود کی اصلی جگہ کے پاس چادر پہنچی۔ تو آپ نے اٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا۔

قریش نے تعمیر کے وقت بیت اللہ کی دیواروں کی بلندی قریباً دگنی کر دی۔ اور چھت ڈالدی۔ اندر تین تین ستونوں کی دو صفیں قائم کر دیں۔ چھت میں ایک روشندان بنایا۔ سیڑھی لگائی۔ اور داخلہ کے دروازہ کو قریباً دو گز اونچا کر دیا۔ سامان تعمیر کی کمی کی وجہ سے ایک طرف پانچ چھ گز کے قریب جگہ اصلی بنیادوں کے اندر کی خالی چھوڑ دی جسے اب حطیم یا حجر کہا جاتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کعبہ کا حصہ ہی قرار دیا ہے۔ اور طواف کے وقت اس کے گرد سے گزرنا ضروری ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا۔ اگر تیری قوم نئی نئی مسلمان نہ ہوئی ہوتی اور مجھے ان لوگوں کے تزلزل کا خطرہ نہ ہوتا۔ تو میں ان کی تعمیر کردہ عمارت کو گرا کر پھر اصل ابراہیمی بنیادوں پر ساری عمارت کو تعمیر کرتا اور اس کے موجودہ دروازے کے مقابل ایک اور دروازہ لگواتا

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں یہ تبدیلی نہ فرمائی۔ اور خلفائے راشدین کے زمانہ میں بھی یہ تبدیلی نہ ہو سکی۔ حتی کہ جب ۶۴ھ میں کسی وجہ سے کعبہ کی عمارت کو نقصان پہنچا تو حضرت عبداللہ بن زبیر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کے مطابق دوبارہ بیت اللہ کی تعمیر کرائی۔ مگر ۷۴ھ میں جب افواج بنی امیہ نے مکہ کا محاصرہ کر کے حضرت عبداللہ کو شہید اور شہر کو فتح کر لیا تو عبدالمالک بن مروان کے حکم کے ماتحت حجاج بن یوسف نے خانہ کعبہ کو گرا کر پھر انہی بنیادوں پر کھڑا کر دیا۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھیں۔ خلفائے عباسیہ نے اپنے عہد حکومت میں اسے عبداللہ بن زبیر کی تعمیر کے مطابق دوبارہ بنانے کا ارادہ کیا۔ مگر علماء نے اس کی مخالفت کی۔ اور وہ رک گیا۔ حتی کہ عمارت کے بوسیدہ ہو جانے پر خاندان عثمانیہ کے سلطان مراد چہارم نے بنائے قریش کے مطابق اس کی دوبارہ نہایت مستحکم تعمیر کی۔ اور یہی تعمیر اس وقت تک قائم ہے۔

ابتداء میں خانہ کعبہ پر کوئی غلاف نہ ہوتا تھا۔ سب سے پہلے یمن کے فرمانروا تبع اسد نے ایک خواب کی بناء پر پہلی دفعہ غلاف چڑھایا مگر بعض مورخین نے لکھا ہے۔ غلاف کا رواج قصی بن کلاب کے زمانہ میں ہوا۔ اور اسی نے سب سے پہلے اس پر غلاف چڑھایا۔ قصی ہی پہلا شخص ہے جس نے قریش کی منتشر اقوام کو جمع کر کے مکہ میں آباد کیا۔ اس نے کعبہ کے پاس ایک دار الندوۃ قائم کیا۔ جو گویا قریش کا پارلیمنٹ ہاؤس تھا۔ سب مشورے وہیں ہوتے تھے چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا مشورہ بھی اسی جگہ ہوا تھا۔ یہ قصی پانچویں پشت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا ہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبدالمطلب کے زمانہ میں عیسائیوں نے ابرہہ بن صباح کی قیادت میں بیت اللہ پر حملہ کیا۔ یہ شخص ایک فوج جرار کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوا۔ جس سے قریش مکہ ڈر گئے۔ اور انہوں نے عبدالمطلب کو بطور نمایندہ اس کے پاس بھیجا۔ جن کی وجاہت اور شرافت سے وہ بہت متاثر ہوا۔ بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ اور ترجمان کے ذریعہ آنیکی وجہ دریافت کی۔ بکھا ہے۔ عبدالمطلب نے کہا۔ کہ آپکی فوج نے میرے دو سو اونٹ پکڑ لئے ہیں۔ وہ واپس کرا دیجئے۔ اس نے اونٹ تو واپس کر دے۔ مگر کہا۔ میں کعبہ کی مسماری کے لئے آیا ہوں۔ اس کی تمہیں کوئی فکر نہیں۔ مگر اپنے اونٹوں کا خیال ہے۔ انہوں نے کہا۔ اونٹ میرے ہیں۔ اس لئے مجھے ان کی فکر ہے۔ کعبہ کا بھی ایک مالک ہے۔ وہ خود اس کی حفاظت کی فکر کرے گا۔ اس بات کی اس نے تحقیر کرتے ہوئے کہا۔ میں دیکھوں گا اس گھر کا رب اسے کسطرح بچاتا ہے۔ آخر اس کے لشکر میں ایسی وبا پھیلی۔ کہ پرندوں کی خوراک بن گیا۔ اور کعبہ کو خدا تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ سورۂ فیل میں اسی واقعہ کی طرف اشارہ ہے۔

غیر مذاہب پر اعتراضات

عصمتِ انبیاء اور موجودہ بائیبل

وہ پاکباز انسان جو اصلاح خلق کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں۔ اور جن کے سپرد تبلیغ دین اور اشاعتِ مذہب کا کام کیا جاتا ہے۔ ان کا اپنے اعمال اور افعال کے لحاظ سے منزہ عن الخطا اور بے عیب ہونا نہایت ضروری ہے۔ تاکہ وہ دنیا کے لئے کمل نمونہ قرار پاسکیں۔

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔ کہ دنیا میں بعض ایسی "الہامی" کتب بھی پائی جاتی ہیں۔ جن میں خدا تعالےٰ کے فرستادوں کی طرف نہایت معیوب باتیں منسوب کی گئی ہیں۔ چنانچہ اس وقت ہم اسی لحاظ سے بائیبل کو پیش کرتے ہیں جس میں ان مقدس اور پاکباز انسانوں کو جو مختلف زمانوں میں ہدایت خلق کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے آئے۔ باوجود نبی قرار دینے کے ایسے افعال کا مرتکب قرار دیا گیا ہے۔ جو کسی معمولی انسان کی شان کے بھی شایاں نہیں۔ کجا یہ کہ انبیاء کے متعلق انہیں درست تسلیم کیا جائے۔ مثلاً حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق جو خدا تعالیٰ کے ایک عظیم الشان نبی گزرے ہیں۔ اور بائیبل بھی جن کے متعلق تسلیم کرتی ہے۔ کہ "نوح اپنے قرنوں میں صادق اور کامل تھا اور نوح خدا کے ساتھ چلتا تھا۔" (پیدائش باب ۶) لکھا ہے:۔

"نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اس کی مے پی کر نشے میں آیا۔ اور اپنے ڈیرے کے اندر آپ کو ننگا کیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو ننگا دیکھا۔ اور اپنے دو بھائیوں کو جو باہر تھے خبر دی۔ تب سم اور یافت نے ایک کپڑا لیا۔ اور اپنے دونوں کاندھوں پر دھرا۔ اور پچھلے پاؤں جا کر اپنے باپ کی برہنگی کو چھپایا۔ پر ان کی پیٹھ اس کی طرف تھی۔ کہ انہوں نے اپنے باپ کی برہنگی کو نہ دیکھا۔ جب نوح اپنی مے کے نشہ سے ہوش میں آیا۔ تو جو اس کے چھوٹے بیٹے نے اس کے ساتھ کیا تھا اسے معلوم کیا۔" (پیدائش ۹ ۲۰ تا ۲۴)

ہو سکتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں شراب ممنوع نہ ہو۔ تاہم ایک خدا کے صادق اور کامل انسان کا ایسی چیز کو استعمال کرنا۔ اور پھر ایسی بے احتیاطی سے استعمال کرنا۔ کہ تن بدن کی ہوش نہ رہے نا قابل تسلیم بات ہے۔ پس ہر شخص جو انبیاء کی حقیقی شان سے واقف ہے۔ اور جسے معلوم ہے۔ کہ نبی تقویٰ و طہارت میں کیسا بلند پایہ رکھتے ہیں۔ یہی کہے گا کہ یہ واقعہ سراسر غلط ہے۔ خدا جسے دوسروں کی ہدایت کے لئے مبعوث کرتا ہے۔ انہیں ایسے قبیح افعال سے محفوظ رکھتا ہے۔ جو انہیں لوگوں کی نظر میں ذلیل کرنے والے ہوں۔ مگر بائیبل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت نوح شراب پی کر سخت بے احتیاطی کے مرتکب ہوئے۔ (نعوذ باللہ)

پھر ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:۔

"ابرام مصر میں گیا۔ کہ وہاں ٹھہرے کیونکہ ملک میں بڑا کال پڑا تھا۔ اور جب مصر کے نزدیک پہنچا۔ تو اس نے اپنی جورو سری کو کہا۔ کہ دیکھ میں جانتا ہوں۔ کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے۔ اور یوں ہوگا۔ کہ مصری تجھے دیکھ کے کہیں گے۔ کہ یہ اس کی جورو ہے۔ سو مجھ کو مار ڈالیں گے۔ اور تجھے جیتا رکھیں گے۔ تو کہیو کہ میں اس کی بہن ہوں۔ تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو۔ اور میری جان تیرے سبب سے سلامت رہے۔" (پیدائش ۱۲ ۱۱ تا ۱۳)

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ الزام کہ انہوں نے اپنی جان بچانے کے لئے اپنی بیوی کو جھوٹ بولنے کی تلقین کی۔ نہایت ہی قابل افسوس بات ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام وہ انسان تھے جنہیں ان کے دشمنوں نے جب آگ میں ڈالنا چاہا۔ تو انہوں نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور مردانہ وار تیار ہو گئے۔ ایسی شان رکھنے والے انسان کے متعلق یہ خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ ایک دوسرے موقعہ پر جان بچانے کے لئے اپنی بیوی کو جھوٹ بولنے کے لئے کہے۔

چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر یہ ایک بہت بڑا الزام تھا۔ اس لئے قرآن مجید نے اس کی نہایت عمدگی سے تردید کی ہے۔ چنانچہ آتا ہے۔ واذکر فی الکتاب ابراھیم انہ کان صدیقا نبیا۔ یعنے ابراہیم کو یاد کرو۔ وہ ہمارا راستباز اور سچا نبی تھا۔

حضرت لوط علیہ السلام جن کا خدا کے حضور ایسا بلند درجہ تھا کہ بائیبل میں لکھا ہے۔ کہ جس وقت لوط ضغر میں داخل ہوا۔ سورج کی روشنی زمین پر پھیلی۔ تب خداوند نے سدوم اور عمورہ پر گندھک اور آگ خداوند کی طرف سے آسمان سے برسائی اور اس نے ان شہروں کو اور اس سارے میدان کو۔ اور ان شہروں کے سب رہنے والوں کو۔ اور سب کچھ جو زمین سے اگا تھا نیست کیا" (پیدائش ۱۹ ۲۳ تا ۲۵)

یعنی یہ سزا ان لوگوں کو اس لئے دی گئی۔ کہ انہوں نے حضرت لوط کی مخالفت کی۔ اور اس کی آواز پر کان نہ دھرا۔ ایسے برگزیدہ انسان کے متعلق لکھا ہے:۔

"لوط ضغر سے اپنی دونوں بیٹیوں سمیت نکل کر پہاڑ پر جا رہا کیونکہ ضغر میں رہنے سے اسے دہشت ہوئی۔ اور وہ اور اس کی دونوں بیٹیاں غار میں رہنے لگے۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں۔ جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آوے آؤ۔ ہم اپنے باپ کو مے پلادیں۔ اور اس سے ہمبستر ہوویں۔ تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اس رات اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور پلوٹھی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی پر اس نے اس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا۔ کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اس کو مے پلاویں۔ اور تو بھی جا کے اس سے ہمبستر ہو۔ کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو اس رات کو بھی انہوں نے اپنے باپ کو مے پلائی۔ اور چھوٹی اٹھ کے اس سے ہمبستر ہوئی۔ اور اس نے اس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں"۔ (پیدائش باب ۱۹)

اس کے متعلق ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ ناظرین خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ ایک نبی پر یہ ایک محض بہتان ہے۔ اور ایسا بہتان ہے۔ جسے پڑھ کر شرم و حیا سے آنکھیں جھک جاتی ہیں

حضرت اسحاق علیہ السلام بھی خدا کے ایک نبی گذرے ہیں۔ ان پر بھی بائیبل نے جھوٹ بولنے کا الزام لگایا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ "سو اضحاق جرار میں گیا۔ اور وہاں کے باشندوں نے اس سے اس کی جورو کی بابت پوچھا۔ وہ بولا کہ وہ میری بہن ہے۔ کیونکہ وہ اسے اپنی جورو کہنے سے ڈرا۔ تا نہ ہو۔ کہ وہاں کے لوگ ربقہ کے لئے اسے قتل کریں۔ کیونکہ وہ خوبصورت تھی۔" (پیدائش باب ۲۶)

تعجب ہے۔ بائیبل نویسوں کو اتنی بھی خبر نہ تھی۔ کہ خدا جنہیں نبی اور رسول بناتا ہے۔ انہیں جبن اور بزدلی سے حصہ نہیں دیتا۔ وہ نہ تلواروں سے ڈر سکتے ہیں۔ نہ توپوں اور تفنگوں سے۔ ان کے مد نظر صرف ایک ہی ہستی کی خوشنودی ہوتی ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی پاک ذات ہے۔ مگر افسوس ہے۔ حضرت نوح۔ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بائیبل نے جھوٹ ایسے مکروہ فعل کا الزام لگایا۔

پھر حضرت یعقوب علیہ السلام پر بائیبل نے یہ الزام لگایا ہے کہ گویا نعوذ باللہ انہوں نے فریب سے پیغمبری حاصل کی۔

اسی طرح حضرت ہارون علیہ السلام پر یہ الزام لگایا گیا ہے۔ کہ انہوں نے خود بنی اسرائیل کو ایک بت بنا دیا۔ اور کہا۔ یہ تمہارا معبود ہے۔ اس کے آگے سربسجود ہو جاؤ۔ حالانکہ انبیاء کی بعثت کی اصل غرض ہی یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ شرک کا قلع قمع کریں۔ اور دنیا میں خدا کی وحدانیت کو پھیلائیں۔

غرض بائیبل پر بہت بڑا اعتراض یہ واقع ہوتا ہے۔ کہ اس نے خدا کے نبیوں پر ایسے ایسے ناروا اتہامات لگائے ہیں۔ جو ہرگز ان کی شان کے شایاں نہ تھے۔ بلکہ ان کی ہتک اور ذلت ہے۔ جو بائیبل نے کی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آج اگر ہم یہ کہیں۔ تو یقیناً حق بجانب ہوں گے۔ کہ موجودہ بائیبل ہرگز خدا کا کلام نہیں۔ بلکہ انسانی ہاتھوں نے اس میں تصرف کر کے کچھ کا کچھ بنا دیا ہے۔

نظارتوں کے اعلانات

منارۃ المسیح پر نام کندہ کرانے کے لئے اعلان

منارۃ المسیح کی تکمیل اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہو چکی ہے۔ جن لوگوں نے چندہ دیا تھا۔ ان کے نام منارہ پر کندہ کرا دئے گئے ہیں بعض احباب کے نام ان کا پورا چندہ نہ وصول ہونے کی وجہ سے یا ان کی طرف سے اطلاع نہ ملنے کی وجہ سے رہ گئے تھے وہ اب کندہ کرلئے جائیں گے۔ اس کے ساتھ یہ بھی اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ اگر کوئی صاحب اپنا نام کندہ کرانا چاہیں۔ تو وہ اب بھی چندہ دے سکتے ہیں۔ کیونکہ ابھی ایک پتھر لگنے والا ہے۔ پس جو احباب اپنا نام کندہ کرانا چاہیں۔ وہ جلد سے جلد اپنا چندہ بھیج دیں۔ چندہ یک صد روپیہ فی نام مقرر ہے۔ (ناظر اعلیٰ)

تقرر امراء

اس سے قبل چودہری عزیز احمد صاحب کو مندرجہ ذیل جماعتوں کا امیر مقرر کرنے کے متعلق اعلان کیا گیا ہے۔

اور ا۔ بھاگو بھٹی درگانوالی کوٹلی ہرزا کن ہیڈ مرالہ سمبڑیال بیگووالا اب ان کے علاوہ مندرجہ ذیل گاؤں بھی ان کی امارت میں شامل کئے جاتے ہیں۔

بھاگووال رہبرتانوالہ۔ کورووال۔ گوہدپور

(۲) چودہری نواب الدین صاحب کو مندرجہ ذیل جماعتوں کا امیر مقرر کرنے کا اعلان ہو چکا ہے۔

تنگل۔ داؤ والہ۔ ظفروال جمبور۔ مالو کے دھنی دیو۔ ناروال۔ عنیوالی بلوباک۔ تنگل رندھیر

ان کے علاوہ بہلول پور بھی ان کی امارت میں شامل کیا جاتا ہے۔ (ناظر اعلیٰ)

جماعت احمدیہ لنڈی کوتل کے عہدہ داران

جماعت احمدیہ لنڈی کوتل خیبر ایجنسی کے حسب ذیل عہدیداران منظور کئے گئے ہیں۔

پریذیڈنٹ:۔ مرزا یوسف علی صاحب آفسر مس نفٹی لنڈی کوتل

جنرل سکرٹری بابو محمد الطاف صاحب کلرک گیرزن انجنیر لنڈی کوتل

سکرٹری مال و } مولوی مسیح الدین احمد صاحب سکول ماسٹر
سکرٹری تعلیم و تربیت } لنڈی کوتل

سکرٹری تبلیغ :۔ جمعدار ڈاکٹر محمد رمضان صاحب آئی۔ ایم۔ ڈی انڈین ملٹری ہسپتال شاہ گئی۔ (ناظر اعلیٰ)

وظائف تعلیمی کے متعلق ضروری اطلاع

(۱) امسال مجلس مشاورت میں فیصلہ ہوا ہے۔ کہ وظائف تعلیمی قرض حسنہ مدرسہ احمدیہ قادیان کی پانچویں جماعت سے اور تعلیم الاسلام ہائی سکول میں نویں جماعت سے جاری کئے جایا کریں اس سے نیچے کی جماعتوں کو وظائف نہ دیئے جایا کریں۔ لہٰذا احباب کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ کوئی صاحب مدرسہ احمدیہ کی پانچویں جماعت اور ہائی سکول کی نویں جماعت کے نیچے کے کسی طالب علم کے واسطے دفتر ھذا سے خط و کتابت نہ فرمائیں۔

البتہ ہائی سکول کے مستحق اور غریب لڑکے کی فیس کی درخواست پر حسب گنجائش غور کیا جا سکیگا۔

(۲) انجمن کا مالی سال ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء کو ختم ہو جائے گا۔ اس موقعہ پر پرانے وظائف بوجہ تکمیل تعلیم وغیرہ کے بند ہو جاتے اور حسب گنجائش نئے وظائف جاری کئے جاتے ہیں۔ اس لئے جو نئے وظائف لینا چاہتے ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ دفتر ھذا سے بہت جلد فارم درخواست وظائف منگوا کر مقامی جماعت کی سفارش کے ساتھ ۳۰ اپریل ۱۹۳۱ء تک دفتر ھذا میں بھجوا دیں۔ تا ان درخواستوں پر غور کیا جا سکے۔ ناظر تعلیم و تربیت قادیان

برکات خلافت

مندرجہ بالا موضوع پر جلسہ سالانہ کے موقع پر مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل نے تقریر کی تھی۔ جسے سامعین نے نہایت پسند کیا تھا۔ اور بعد میں یہ تقریر اخبار الفضل میں شائع بھی ہو گئی تھی۔ اس کی اشاعت پر جماعت احمدیہ عبادان (ایران) نے مجھ سے خواہش کی ہے کہ اس تقریر کو ٹریکٹ کی صورت میں شائع کر کے مفت تقسیم کر دیا جائے۔ اور اس غرض کے لئے انہوں نے بیس روپے پیش کئے ہیں۔ جو مل گئے ہیں۔ جزاہم اللہ

اس مضمون کی اہمیت و ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے میرا ارادہ ہے۔ کہ کم سے کم ایک ہزار کی تعداد میں چھپوایا جائے۔ اور پھر اسے مفت تقسیم کیا جائے۔ مگر یہ رقم اس غرض کے لئے بہت ناکافی ہے۔ اس لئے میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ جو احمدی دوست اس کار ثواب میں شریک ہونا چاہیں۔ وہ حسب استطاعت کچھ رقم اس غرض کے لئے بھجوا دیں۔ ممالک خارجہ کے احباب کو اس کار خیر میں موقعہ دینے کے لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں۔ کہ اس غرض کے لئے تمام رقوم آخر جون تک وصول ہو جانی چاہئیں تاکہ جولائی میں اس ٹریکٹ کی کتابت و طباعت کا کام ہو جائے۔ ترسیل زر بنام محاسب صاحب صدر انجمن احمدیہ ہو۔ اور مجھے بھی اطلاع دیدی جائے کہ اس قدر رقم محاسب صاحب کو روانہ کر دی گئی ہے۔ (ناظر دعوۃ و تبلیغ ۱۶ اپریل ۱۹۳۱ء)

لارڈ ارون کا تحفہ

جس طرح حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کی غرض سے ایک کتاب تصنیف فرما کر شہزادہ ویلز کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی تھی۔ اسی طرح حضور نے حال میں تبلیغ کی خاطر ایک کتاب ریٹائر ہونے والے وائسرائے ہند لارڈ ارون کے لئے تصنیف فرمائی ہے۔ جو ۸ اپریل کو انکی خدمت میں بمقام دہلی پیش کی جا چکی ہے۔ اس کتاب میں حضور نے جہاں گورنمنٹ کو اس کی ذمہ واریاں یاد دلاتے ہوئے مسلمانان ہند کے حقوق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ وہاں سلسلہ احمدیہ کی خصوصیات کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اور لارڈ موصوف کو اسلام کی پاکیزہ اعلیٰ اور کامل تعلیم پیش کر کے دعوت اسلام دی ہے۔ اور جو کچھ بھی لکھا ہے۔ ایسے اچھوتے اور موثر انداز میں کہ پڑھنے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اب ضرورت اس امر کی ہے کہ احباب جماعت اس ضروری اور تبلیغ کے لئے بیحد مفید کتاب کی اشاعت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیں۔ اور جہاں اپنے اپنے ہاں کے انگریز حکام تک یہ کتاب پہنچائیں۔ وہاں دوسرے انگریزی دان مسلم اور غیر مسلم اصحاب کو بھی اس کے مطالب سے واقف کرائیں۔ کاغذ اعلیٰ قسم کا۔ چھپائی نفیس سائز موزوں اور قیمت بلا جلد صرف آٹھ آنہ اور مجلد کی ۱۲ ار

مجھے امید ہے۔ کہ ہر وہ دوست جس کی نظر سے یہ اعلان گزرے اس کتاب کی اشاعت میں حصہ لیگا۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس کی اشاعت میں حصہ لینے کی تحریک کر کے عنداللہ ماجور ہوگا اس کے فروخت ہونے پر جو روپیہ وصول ہوگا اس سے اردو ایڈیشن بھی چھپوایا جائیگا۔ جس کے متعلق الگ اعلان کیا جائیگا۔

ملنے کا پتہ

بک ڈپو تالیف و اشاعت قادیان

(ناظر تالیف و تصنیف قادیان)

وصیّت نمبر ۳۳۷۱

مَیں عبدالرحمٰن ولد صوفی غلام محمد قوم کشمیری پیشہ ملازمت عمر ۲۹ سال بیعت پیدائشی ساکن امرتسر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ دسمبر ۱۹۳۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت میری ماہوار آمد مالیت ۱۸۰ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ عبدالرحمٰن بقلم خود۔ اے۔ ڈی۔ آئی۔ آف سکولز ملتان۔

گواہ شد۔ عبداللہ بقلم خود اوورسیر الاکنڈ ایجنسی حال قادیان۔
گواہ شد۔ محمد عبداللہ کلرک قلعہ میگزین فیروزپور۔ حال وارد قادیان۔

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

—— معلوم ہوا ہے کانپور کے ہندو سوداگران غلہ نے مسلمانوں کو گندم فروخت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس سے قبل ڈھاکہ میں بھی مسلمانوں کا قتل عام کرنے کے بعد ہندوؤں نے ان کا سوشل بائیکاٹ کیا تھا۔ دراصل جب تک مسلمان تجارت کو اپنے ہاتھ میں نہیں لیتے۔ ان کی مصائب میں کمی نہیں ہو سکتی ؛

—— ۲۹-۳۰-۳۱ مئی کو بمبئی میں سالانہ خلافت کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

۲۰ اپریل کو ساڑھے دس بجے رات وائسرائے ہند اسپیشل ٹرین سے ڈیرہ دون روانہ ہو گئے

—— سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے۔ کہ سر میلکم ہیلی نے ۱۹ اپریل ۱۹۳۱ء کی دوپہر کو یو۔ پی کی گورنری کا چارج لے لیا ہے

—— امرت سر کانگریس کمیٹی میں جوت بیزار ۔۔ کی خبر پہلے دی جا چکی ہے۔ ۲۰ کی شب کو عہدہ داروں کے انتخاب کے لئے جلسہ منعقد کیا گیا۔ جسے خواجہ عبدالرحمن غازی نے بحیثیت صدر ناجائز قرار دیا۔ ان کے خلاف عدم اعتماد کی تحریک پیش کی گئی۔ اتنے میں بعض رضاکاروں نے اندر گھس کر روشنی گل کر دی۔ ڈاکٹر کچلو کو بے نقط سنائیں۔ اور جلسہ کو منتشر کر دیا۔ خواجہ صاحب نے اس شورش سے اپنی بے تعلقی کا اظہار کرتے ہوئے لکھا ہے یہ رضاکار وہ ہیں جو باہر سے آئے اور سول نافرمانی میں قید ہو گئے تھے۔ چونکہ کانگریس نے انہیں کوئی معاوضہ وغیرہ نہیں دیا۔ اس لئے وہ شورش کر رہے ہیں

—— جدید مقدمہ سازش لاہور کا ایک ملزم ہرنام سنگھ عدم ثبوت کی وجہ سے بری کر دیا ہے۔

—— پنجاب پراونشل ہندو مہا سبھا نے ۹-۱۰ مئی کو لاہور میں ہندو حقوق کی رکھشا کے لئے ایک جلسہ منعقد کرنے کا اعلان کیا ہے

—— سر شفیع نے مسلم لیڈروں کی ایک گول میز کانفرنس کے انعقاد کی تجویز پیش کی ہے۔ جس میں باہمی اتحاد کے متعلق ضروری امور طے کئے جائیں۔ ابوالکلام صاحب آزاد نے بھی ایک مضمون میں لکھا ہے۔ کہ مسلم رہنماؤں کو ایک جگہ جمع ہو کر باہمی سمجھوتہ کرنا چاہیئے۔ مولوی ظفر علی نے آپ کو نیز مفتی کفایت اللہ۔ ڈاکٹر انصاری۔ خواجہ عبدالرحمن۔ مولوی عبدالستار قصوری۔ مولانا شوکت علی۔ سیٹھ حاجی عبداللہ ہارون۔ سر اقبال۔ سر شفیع اور حسرت موہانی کو ۲ مئی تک لاہور پہنچنے کی دعوت دی ہے اس قسم کی میٹنگ نہایت ضروری ہے

—— مسلمانوں کی تنظیم اور مولانا محمد علی کی یادگار کے لئے فراہمی سرمایہ کے لئے مولانا شوکت علی نے ہندوستان کا دورہ کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلہ میں آپ ۳۰ اپریل کو لاہور پہنچیں گے۔

—— ۲۰ اپریل کو پارلیمنٹ میں ایک ممبر نے وزیر ہند کی توجہ آل انڈیا مسلم کانفرنس دہلی کی قراردادوں کی طرف مبذول کرائی اور سوال کیا۔ حکومت مسلمانوں اور اقلیتوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے کیا کریگی۔ وزیر ہند نے جواب دیا۔ گول میز کانفرنس میں وزیر اعظم نے اپنی آخری تقریر میں یہ واضح کر دیا تھا۔ کہ نئے دستور میں ایسے تحفظات ضرور رکھے جائیں گے۔ جو اقلیتیں اپنے حقوق کی حفاظت کے لئے ضروری سمجھیں۔ اور اس سلسلہ میں حکومت کی پالیسی ۲۰ اپریل کے اجلاس پارلیمنٹ میں واضح کر دی گئی تھی حکومت کی موجودہ پالیسی بھی یہی ہے۔

—— ہانگ کانگ کی ایک خبر ہے کہ بارش کی شدت کے باعث ایک بند ٹوٹ جانے کی وجہ سے ریلوے لائن بہ گئی۔ اور تیس فٹ کی بلندی سے ایک مسافر گاڑی کھڈ میں جا پڑی۔ تیس مسافر ہلاک اور بیس زخمی ہوئے۔

—— ۲۰ اپریل کو پارلیمنٹ میں مسٹر براکوے نے مقدمہ سازش میرٹھ کی واپسی کے متعلق سوال کیا۔ وزیر ہند نے کہا۔ ملزم اب صفائی پیش کر رہے ہیں۔ اس لئے عدالتی کارروائی میں مداخلت کی ضرورت نہیں۔ مسٹر براکوے نے اس جواب کو ناتسلی بخش بتایا۔ اور اس کے متعلق التوائے اجلاس کی تحریک پیش کرنے کا نوٹس دیا۔

—— لندن کی ایک خبر ہے کہ برطانوی ریلوے لائنوں پر بجلی کا انتظام کرنے کی تجویز ہے۔ جس کا سلسلہ ۱۵ ہزار میل تک پھیلا ہو گا اس سکیم پر چالیس کروڑ پونڈ صرف ہوں گے۔ اور تیس سال تک ساٹھ ہزار مزدور کام پر لگے رہیں گے۔ اس سے ہر سال ایک ایک کروڑ ۵۰ لاکھ پونڈ آمدنی ہو گی۔

—— بمبئی میں ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کو ایک بیان دیتے ہوئے گاندھی جی نے کہا۔ سردست میں نے گول میز کانفرنس میں شرکت کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں فرقہ وار مسائل کے تصفیہ کے بغیر یہ فضول ہے۔ میں ہندو مسلم مفاہمت کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کروں گا۔ اور اگر ناکام رہا۔ تو دعا کروں گا۔ کیونکہ دعا سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں اس سوال کے جواب میں کہ کیا آپ جداگانہ انتخاب کے مخالف ہیں۔ آپ نے کہا۔ میں کسی ایسی چیز کا مخالف نہیں ہوں۔ جس سے فرقہ وار مسئلہ حل ہو سکے ؛

—— نام نہاد مسلم نیشنلسٹ کانفرنس نے ایک قرارداد پاس کی ہے۔ کہ پنجاب میں تیس فیصدی سے کم اقلیتوں کے لئے آبادی کی نسبت سے نشستیں مخصوص کر دی جائیں لیکن ساتھ ہی انہیں یہ بھی حق ہو گا۔ کہ زائد نشستوں کے لئے مقابلہ کر سکیں۔ طریق انتخاب مخلوط تجویز کیا گیا ہے۔ غرضیکہ مسلمانوں کے حقوق کی مخالفت ہندوؤں سے بھی بڑھ کر کی گئی ہے۔

—— ضلع رہتک کے زمینداروں کے ایک سپاس نامہ کے جواب میں بمقام پانی پت ہز ایکسیلنسی گورنر پنجاب نے جو تقریر کی اس میں موجودہ اقتصادی قحط کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ کہ کاشتکاروں اور زمینداروں کی مشکلات کا حل حکومت کی پالیسی میں داخل ہے حکومت کی باتیں تو خوش کن ہیں۔ لیکن عملی ہمدردی کی ضرورت ہے

—— ۲۰ اپریل بمبئی ایگزیکٹو کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں گاندھی ارون سمجھوتہ کے پیش نظر عدم ادائیگی محاصل کے سلسلہ میں ضبط شدہ جائدادوں کی واپسی کے مسئلہ پر غور ہوتا رہا۔ گاندھی جی نے لارڈ ارون کے ساتھ جو آخری ملاقات کی تھی۔ اس میں اس پر بہت زور دیا تھا۔ اور اسی کے نتیجہ میں یہ اجلاس ہوا۔ مگر یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ کیا فیصلہ ہوا۔

—— ۲۰ اپریل ۱۹۳۱ء کو پنڈت جواہر لال نہرو سیلون روانہ ہو گئے۔ جہاں بحالیٔ صحت کے لئے آپ تین ماہ قیام کریں گے

—— لاہور ۲۴ اپریل رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی نے اعلان شائع کیا ہے۔ کہ امتحان انٹرمیڈیٹ کا پرچہ تاریخ (ب) آؤٹ ہو گیا ہے۔ اس لئے امیدواروں کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ پرچہ تاریخ (ب) میں ان کا امتحان ۱۲ مئی کو ان کے اپنے اپنے سنٹروں میں ہو گا :

—— چیف کمشنر صوبہ سرحد نے امان اللہ خاں کے فارسی مکتوب کو جسے زمیندار لاہور نے چھاپا تھا۔ بحق ملک معظم ضبط شدہ قرار دیدیا ہے۔

—— ساڈی بینٹ سب آرڈینیٹ کے امیدواروں کا امتحان ۱۰، ۱۲، ۱۳ اور ۱۴ نومبر کو ہو گا۔ ۱۵ اگست ۱۹۳۱ء تک درخواستیں وصول کی جائیں گی۔ لیکن عدالت عالیہ غیر معمولی خاص حالتوں میں یکم اکتوبر تک بھی درخواستیں منظور کر سکیگی۔ جو امیدوار اس امتحان میں شامل ہونا چاہیں۔ وہ اپنی درخواستوں کو ہر لحاظ سے مکمل کر کے اپنے اپنے ضلع کے ڈسٹرکٹ اور سیشن جج کے پاس وقت پر بھیج دیں۔ اور ۱۵ اگست تک عدالت عالیہ میں پہونچ جائیں۔

—— ۲۲ اپریل کو باوا نانک سنگھ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی عدالت میں کوشا دہرم چند کے ۱۲ سکھوں کا بلوہ کر کے مسلمانوں کو زدوکوب کرنے کے الزام میں مقدمہ پیش ہوا۔ عدالت نے چھ کے سوا باقی سب ملزموں کو ایک ایک ہزار کی ضمانت پر رہا کر دیا۔ الت میں وہاں کے ۱۹ مسلمانوں کے خلاف زیر دفعہ ۱۴۷ مقدمہ پیش ہوا۔ انہیں بھی پانچ پانچ سو کی ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔

—— ڈیرہ اسماعیل خاں کے جیل میں قیدیوں نے آپس میں فساد کیا۔ جس میں کئی قیدی زخمی ہوئے۔ تین کی حالت نازک بیان ؛

محمد عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر شائع کیا ۔۔۔